سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۰/ اگست (۲۱/ رمضان) ۶۱۰ء کی فجر، پو پھٹنے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام آسمانوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہلی وحی الٰہی لے کر غار حرا میں اترے۔ اسلام کا سورج طلوع ہوا تو آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے سلیم الفطرت افراد اس نور ہدایت سے فی الفور منور ہو گئے۔ آپ کی اہلیہ ام المومنین حضرت خدیجہ، آپ کے قریبی رفیق حضرت ابو بکر، آپ کے آزاد کردہ حضرت زید بن حارثہ اور آپ کی پرورش میں رہنے والے حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے۔ اس کے بعد چیدہ چیدہ نیک فطرت انسانوں نے اسلام کی طرف سبقت کی۔ اسی اثنا میں قریش مکہ کی طرف سے مزاحمت، پھر اذیت رسانیوں کا سلسلہ شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں منتقل ہو گئے۔ ان حالات میں اسلام کی طرف لپکنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے 'السابقون الاولون' کے نام سے پکارا ہے۔ اسی طرح تیرہ سالہ مکی زندگی کے بعد اللہ کی طرف سے ہجرت کا اذن ہوا تو یثرب کے جن اصحاب نے دین حق کی دعوت کو اول اول قبول کیا، اسی زمرے میں شامل ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ

''اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے، پہلے پہلے اور وہ جنھوں نے ان کی

رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ.
(التوبہ ۹: ۱۰۰)

خوب خوب پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اس نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔"

السابقون الاولون میں جہاں خلفاے راشدین، اصحاب عشرہ مبشرہ اور کئی جلیل القدر صحابہ شامل ہیں، جن کے کارہاے نمایاں سے تاریخ اسلامی کے اوراق مزین ہیں، وہیں ایسے اصحاب بھی تھے جن کی زندگی مختصر رہی یا اہم وقائع میں ان کی شمولیت نمایاں نہیں ہو سکی۔ بیش تر السابقون الاولون کا ذکر ہو چکا ہے، اگلے صفحات میں ان اصحاب رسول کا بیان ہو گا جنھیں سبقت الی الاسلام کا شرف تو حاصل ہے، لیکن تاریخ ان کی بعد کی زندگی کی تفاصیل بتانے سے قاصر ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ

نسب

حضرت خنیس بن حذافہ کا تعلق قبیلہ بنو سہم سے تھا۔ قریش کی اس شاخ کے بارے میں حکایت مشہور ہے کہ انھوں نے کعبہ کا طواف کرنے والے ایک جن کو قتل کر دیا تو مکہ میں ایک سیاہ طوفان اٹھا جس میں بنو سہم کے سینکڑوں افراد مارے گئے۔ جواب میں یہ قبیلہ پہاڑوں پر چڑھ گیا اور تمام بچھوؤں، سانپوں اور حشرات الارض کو مار ڈالا۔ تین دن گزرنے کے بعد جن عاجز آ گئے اور صلح کی پیش کش کی (تاریخ مکہ، الازرقی ۲/ ۱۶)، تب بنو سہم جن کش مشہور ہوئے اور ان کی دھاک بیٹھ گئی۔ مکہ میں بنو سہم کی کثرت تھی اور وہ بنو عبد مناف کے برابر جانے جاتے تھے۔ حضرت خنیس کے دادا قیس بن عدی اپنے زمانہ میں قریش کے معزز ترین سردار شمار ہوتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑدادا ہاشم آپ کے دادا عبد المطلب کی پیدایش سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے، عبد المطلب کو ان کے چچا مطلب نے پالا۔ انھی کی نسبت سے ان کا نام شیبہ سے عبد المطلب مشہور ہو گیا۔ مطلب اپنے بھتیجے عبد المطلب کو خوب کھلاتے، انھیں اچھالتے اور کہتے:

كأنه في العز قيس بن عدى

''گویا یہ بچہ عزت وشرف میں قیس بن عدی کے برابر ہے۔''

بعثت نبوی سے پہلے بنو سہم کی عددی قوت کم ہو چکی تھی۔ اس کی وجہ جنوں کا مذکورہ حملہ یا کوئی اور آفت تھی (نسب قریش، مصعب بن عبداللہ ۱/۴۰۰-۴۰۲)۔

قیس بن عدی حضرت خنیس کے دادا، سہم بن عمروان کے پانچویں اور کعب بن لؤی آٹھویں جد تھے۔ ان کی والدہ کا نام ضعیفہ بنت حذیم تھا۔ ابو حذیفہ ان کی کنیت تھی۔

سبقت الی الاسلام

حضرت خنیس کا شمار دعوت اسلام پر لبیک کہنے والے ان اولین صحابہ میں ہوتا ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ' (التوبہ ۹: ۱۰۰) کہہ کر پکارا ہے۔ Wikipedia کے مضمون نگار کا کہنا ہے کہ حضرت خنیس حضرت ابو بکر کی تحریک پر ایمان لائے۔

ابن اسحاق نے اپنی ''السیرۃ النبویۃ''، میں ''اسلام خمسة على يديه'' کا عنوان قائم کر کے حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے نام لکھے اور بتایا کہ یہ پانچوں اصحاب حضرت ابو بکر کی دعوت پر ایمان لائے۔ اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری کے قبول دین حق کا قصہ بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صفاتی ناموں اور تورات و انجیل میں آپ کی بیان کردہ صفات کا ذکر کیا پھر ''اسلام المہاجرین'' کے عنوان سے السابقون الاولون کے نام تحریر کیے، حضرت خنیس بن حذافہ انھی میں سے ایک ہیں۔

ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ''، لکھی تو حضرت ابو بکر کی دعوت پر ایمان لانے والے صحابہ کا ذکر کر کے السابقون الاولون کے نام متصل ہی درج کر دیے، بیچ کی دو فصلیں اس جگہ تحریر نہ کیں۔ ۱۹۵۵ء میں برطانوی اسکالر Guillaume Alfred نے "The Life of Muhammad" کے نام سے ''سیرت ابن اسحاق'' کا انگریزی ترجمہ کیا تو ابن ہشام کے اسی متن کو ملحوظ رکھا۔ "The Companions who accepted Islam at the invitation of Abu Bakr" کی سرخی لگا کر مذکورہ پانچ اصحاب کے نام لکھے اور ''اسلام المہاجرین'' کی فصل میں دیے گئے چوالیس (سیرت ابن ہشام: چھیالیس) نام اس کے ساتھ ہی بیان کر دیے۔ اس سے یہ تاثر پیدا ہوا کہ تمام 'السابقون' اس عنوان کے تحت آ گئے ہیں۔ Wikipedia کے

مضمون نگار نے Guillaume کے ترجمے ۱۱۶ کا حوالہ دیتے ہوئے شاید اسی تاثر کو قبول کیا ہے۔

ابن کثیر نے خیثمہ بن سلیمان طرابلسی کے حوالے سے حضرت ابوبکر کی ترغیب پر ایمان لانے والے صحابہ کی تعداد نو بتائی ہے، کہتے ہیں: پہلے دن حضرت ابوبکر حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو آپ کی خدمت میں لے آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔ اگلے روز وہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن ابوالارقم کو بارگاہ نبوی میں لے کر آئے اور یہ سب نور ایمان سے منور ہوئے (البدایۃ والنہایۃ، ذکر اول من اسلم)۔

ابن اسحاق کی ترتیب کردہ فہرست کے مطابق اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں حضرت خنیس بن حذافہ کا نمبر ستائیسواں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ارقم بن ابوارقم کے گھر منتقل ہونے سے پہلے وہ نعمت ایمان سے سرفراز ہو چکے تھے۔ آپ تبلیغ دین میں کفار کی طرف سے پیش آنے والی رکاوٹوں کے سبب سے دارارقم میں تشریف لے گئے تھے جو کوہ صفا کے دامن میں ایک تنگ گلی میں واقع تھا، عام لوگوں کو یہاں آنے جانے والوں کی خبر نہ ہوتی تھی۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ہجرت حبشہ

۵/ نبوی (۶۱۵ء) میں قریش کے اہل ایمان پر ظلم وستم بڑھ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ حبشہ، Abyssinia (Ethiopia) کو ہجرت کر جائیں۔ آپ نے فرمایا: وہاں ایسا بادشاہ (King of Axum) حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ماہ رجب میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں دو کشتیوں پر سوار ہو کر سوے حبشہ روانہ ہوئے۔ اسے ہجرت اولیٰ کہا جاتا ہے۔ چند دنوں کے بعد حضرت جعفر بن ابوطالب کی سربراہی میں سڑسٹھ اہل ایمان حبشہ کو عازم سفر ہوئے۔ اس طرح مہاجرین کی مجموعی تعداد اکیاسی (یا تراسی، ایک سو نو: ابن جوزی) ہو گئی۔ حضرت خنیس بن حذافہ اس گروپ میں شامل تھے۔ حضرت خنیس کے چچازاد حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت محمیہ بن جزء اور بنوسہم ہی سے تعلق رکھنے والے حضرت ہشام بن عاص نے بھی حضرت خنیس کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ ابن اسحاق نے حبشہ جانے والے کل چودہ سہمیوں کے نام گنوائے ہیں، ان میں حضرت خنیس کے دو سوتیلے بھائیوں حضرت عبداللہ بن حذافہ، حضرت قیس بن حذافہ اور ان کے سات چچیروں کے علاوہ بنوسہم کے دیگر چار افراد شامل تھے۔

حضرت خنیس بن حذافہ ہجرت مدینہ سے قبل چوری چھپے یا کسی کی پناہ لے کر مکہ واپس آگئے اور یہاں سے مدینہ روانہ ہوئے۔ تب ان کی حضرت حفصہ بنت عمر سے شادی ہوئی جو اس وقت چودہ برس کی تھیں۔ ہمارے خیال میں یہ Wikipedia کے مضمون نگار کا اندازہ ہے کیونکہ Guillaume اور ابن سحاق نے محض ان کی واپسی کا ذکر کیا ہے، دیگر تفصیلات بیان نہیں کیں۔

ہجرت مدینہ

۶۲۲ء: آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن ہوا تو حضرت خنیس بن حذافہ اپنے سسر حضرت عمر بن خطاب، حضرت زید بن خطاب، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابو خولی، حضرت مالک بن ابو خولی اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے۔ حضرت ایاس بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور حضرت خالد بن بکیر، چاروں بھائی بھی اسی قافلے میں مدینہ پہنچے، یہ کل بیس افراد تھے۔ ان کا قیام حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کے گھر ہوا جو بنو عمرو بن عوف (قبا) میں رہتے تھے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مواخات

مدینہ آمد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبس بن جبر (حضرت ابو حبیش بن جبیر یا حضرت منذر بن عقبہ: ابن جوزی) کو حضرت خنیس کا انصاری بھائی قرار دیا۔

حضرت خنیس اصحاب صفہ میں شامل تھے۔

غزوات

حضرت خنیس بن حذافہ نے جنگ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حصہ لیا، انھوں نے اکیلے ہی بنو سہم کی نمایندگی کی۔ اس غزوہ میں ان کی شرکت ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ صحابہ کے تینوں سوانح نگار، ابن عبدالبر، ابن اثیر اور ابن حجر کہتے ہیں: حضرت خنیس جنگ احد میں بھی شریک ہوئے اور شدید زخمی ہونے کے بعد ۳ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے، تاہم یہ بات کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی۔ ابن اسحاق نے واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ بدر کے دن شہید ہوئے (السیرۃ النبویۃ، ابن اسحاق ۲۵۸/۱)۔ طبری نے سن وفات ذکر نہیں کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: انھوں نے جنگ بدر میں جام شہادت نوش کیا (البدایۃ والنہایۃ ۱۲۵/۴)۔ بلاذری کا کہنا ہے: حضرت خنیس میدان بدر میں بیمار ہوئے اور جنگ سے واپسی پر ۲ھ میں ان کی وفات ہو گئی (۲۴۶/۱)۔

ابن جوزی کا بھی یہی بیان ہے (المنتظم ۲۰۷)۔ ابن حجر کہتے ہیں: غزوۂ احد کے بعد وفات پانے والی روایت شاید اولیٰ ہو، لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ نے جنگ بدر کے فوراً بعد وفات پائی اور حضرت عمر نے اس کے بعد ہی انھیں حضرت حفصہ کا رشتہ پیش کیا ہوگا، اس سے جنگ بدر والی روایت مؤید ہو جاتی ہے۔ مزید کہا: ابن سعد اور ابن سید الناس نے جنگ بدر کے بعد ان کی وفات کی خبر کو بالجزم درست قرار دیا ہے (فتح الباری شرح حدیث ۵۱۲۲)۔

وفات

حضرت خنیس نے ہجرت کے پچیسویں ماہ ۲ھ (۶۲۴ء) یا ۳ھ کی ابتدا میں وفات پائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور انھیں جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جنت البقیع میں سپرد خاک کیے جانے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی وفات شہر مدینہ میں ہوئی ہو گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں شہادت پانے والے مسلمانوں کی تدفین موقع شہادت پر فرمایا کرتے تھے۔ یہ روایت کہ حضرت خنیس نے غزوۂ احد (۷ / شوال ۳ھ) میں حصہ لیا اور اس غزوہ میں لگنے والے زخم کاری ثابت ہوئے جس سے ان کی وفات ہوئی، پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

سیدہ حفصہ کی بیوگی

مدینہ، شعبان (۳ھ): حضرت خنیس بن حذافہ کی وفات سے حضرت حفصہ بنت عمر بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر حضرت عثمان کے پاس آئے، حضرت حفصہ کے رشتے کی پیش کش کر کے کہا: آپ چاہیں تو میں حفصہ کا عقد آپ سے کر دوں۔ انھوں نے کہا: میں اس معاملے میں غور کروں گا۔ کئی دن گزرنے کے بعد جواب دیا کہ ابھی میرا شادی کا ارادہ نہیں۔ پھر انھوں نے حضرت ابو بکر سے ملاقات کی اور پوچھا: آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں۔ وہ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔ حضرت عمر کہتے ہیں: مجھے عثمان سے بڑھ کر ابو بکر پر رنج ہوا۔ کچھ ہی روز گزرے تھے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ سے نکاح ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر حضرت عمر سے ملے اور کہا: شاید آپ کو میرے طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہو گی جب آپ نے مجھ سے حفصہ کے بارے میں بات کی اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ حضرت ابو بکر بولے: آپ کی پیش کش قبول کرنے سے مجھے اس کے سوا کسی بات نے نہیں روکا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ کا ذکر کرتے سنا تھا۔ میں آپ کے دل کی بات ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے خواہش نہ کی ہوتی تو میں ضرور ان سے بیاہ کر لیتا (بخاری، رقم ۴۰۰۵۔ نسائی، رقم ۳۲۵۰۔ احمد، رقم ۴۸۰۷۔ المعجم الکبیر،

طبرانی، رقم ۱۸۸۲۳۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۰۳۹)۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا: یارسول اللہ، میں نے عثمان کو حفصہ کا رشتہ پیش کیا، لیکن انھوں نے اعراض کیا۔ آپ نے انھیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اس سے بہتر ہے کہ میں تمھاری بیٹی حفصہ سے نکاح کر لوں اور اپنی بیٹی ام کلثوم عثمان سے بیاہ دوں (مستدرک حاکم، رقم ۶۷۵۱)۔ ابن جوزی کے الفاظ اس طرح ہیں: اللہ نے عثمان کو تمھاری بیٹی سے بہتر بیوی، حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے دی ہے اور تمھاری بیٹی کو عثمان سے اچھا شوہر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیا ہے (المنتظم ۷۰۶)۔

شخصی معلومات

حضرت خنیس کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ابوحذافہ ان کی کنیت تھی۔ حضرت ابوالخنیس بن حذافہ حضرت خنیس کے سگے بھائی تھے، ضعیفہ بنت حذیم ان دونوں کی والدہ تھیں، جب کہ حضرت عبد اللہ بن حذافہ اور حضرت قیس بن حذافہ ان کے سوتیلے بھائی تھے، بنو حارث کی تمیمہ بنت حرثان نے انھیں جنم دیا۔ یہ دونوں اصحاب بھی پہلے ایمان لانے والے مسلمانوں میں سے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان شاہ ایران کسریٰ کے پاس لے کر گئے تھے۔

مطالعہ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اصحاب بدر (قاضی سلیمان منصور پوری)، The Life of Muhammad (A. Guillaume)، Wikipedia۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت مطلب بن ازہر رضی اللہ عنہ

نسب

حضرت مطلب کے والد کا نام ازہر اور دادا کا عبد عوف تھا۔ قریش کی شاخ بنو زہرہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے زہری کہلاتے ہیں، زہرہ بن کلاب ان کے پانچویں جد تھے۔ حضرت مطلب کی والدہ کا نام بکیرہ بنت عبد یزید تھا، قصی ان کی پانچویں پشت میں تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ازہر اور حضرت طلیب بن ازہر حضرت مطلب

بن ازہر کے بھائی تھے۔

اہلیہ

حضرت مطلب بن ازہر کی اہلیہ حضرت رملہ بنت ابو عوف بنو سہم سے تعلق رکھتی تھیں، سہم ان کے پانچویں جد تھے، جب کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان کے بھتیجے تھے۔

قبول اسلام

حضرت مطلب بن ازہر ابتداے اسلام ہی میں ایمان لے آئے، ان کا شمار ''السابقون الأولون'' میں ہوتا ہے۔ ابن اسحاق نے اسلام کی طرف لپکنے والے صالحین کی جو فہرست مرتب کی ہے، اس میں حضرت مطلب بن ازہر کا نمبر چالیسواں ہے۔ حضرت مطلب کی اہلیہ حضرت رملہ بنت ابو عوف نے بھی اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔

حبشہ کو ہجرت

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مکہ کے سلیم الفطرت اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور دین حق قبول کرنے لگے تو قریش کے سرداروں نے اہل ایمان پر جور و ستم کے پہاڑ ڈھا دیے۔ ان کی اذیت رسانی دیکھ کر نبوت کے پانچویں سال آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ حبشہ کو ہجرت کر جائیں، وہاں ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ اس زمانے میں پناہ لینے کے لیے حبشہ کے علاوہ کوئی مقام موزوں نہ تھا۔ یمن ایرانی سلطنت کے زیر نگیں تھا، شام مکہ سے دور تھا اور تجارتی روابط رکھنے کی وجہ سے قریش کے زیر اثر تھا۔

چنانچہ رجب ۵/ نبوی (اپریل ۶۱۵ء) حضرت عثمان بن مظعون کی سربراہی میں پندرہ اہل ایمان کا پہلا گروپ سوے حبشہ روانہ ہوا۔ کفار کی اذیتیں مسلسل جاری رہیں تو چار ماہ بعد سو سے زیادہ اہل ایمان، تراسی مرد اور اٹھارہ یا انیس عورتوں نے حضرت جعفر بن ابو طالب کی قیادت میں مسلمانوں کے دوسرے قافلے نے حبشہ کی راہ لی۔ حضرت مطلب بن ازہر اور ان کی اہلیہ حضرت رملہ بنت ابو عوف اس قافلے میں شامل تھے۔ اس بار حبشہ جانا بہت دشوار تھا، کفار نے طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کیں، تاہم مسلمان اس مزاحمت کے علی الرغم حبشہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ابن اسحاق نے دونوں قافلوں کی ہجرت کو ہجرت اولیٰ کا نام دیا ہے۔ وہ مشرکین کے اسلام کی طرف راغب ہونے والے واقعے کو درست نہیں مانتے۔ ابن سعد دوسرے قافلے کی ہجرت کو ہجرت ثانیہ کہتے ہیں۔ علی اصغر رضوی کہتے ہیں: دونوں ہجرتوں کے مابین ایک سال کا وقفہ پڑا۔ ۶/ نبوی (۶۱۶ء)

میں ہونے والی ہجرت ثانیہ کے لیے حضرت جعفر بن ابو طالب کی قیادت کا انتخاب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، وہ بنو ہاشم کے واحد فرد تھے جو حبشہ (Abyssinia) گئے۔ (A Restatement of the History of Islam and Muslims, p56)۔

ابن کلبی کا کہنا ہے کہ حضرت مطلب کے بھائی حضرت طلیب بن ازہر نے بھی حبشہ ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ ہجرت مدینہ اس سے چھ سال بعد پیش آئی۔

حبشہ میں

حبشہ میں داخل ہونے کے بعد مہاجرین ملک میں پھیل گئے۔ ان میں سے زیادہ تر نجاش (Negash) کے قصبے میں مقیم رہے، کچھ سمندر پار کر کے مشرقی ایشیا پہنچے، ایک شاذ روایت کے مطابق چند نے صومالیہ کی راہ لی۔ مہاجرین نے حبشہ میں نماز ادا کرنے کے لیے دو مسجدیں تعمیر کیں جو مسجد الصحابۃ اور مسجد نجاشی (Negash Amedin Mosque) کے نام سے موجود ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت مطلب بن ازہر کے بیٹے حضرت عبداللہ بن مطلب کی پیدایش حبشہ میں ہوئی۔

ابن اسحاق نے قیام حبشہ کے دوران میں انتقال کرنے والے آٹھ مردوں اور تین عورتوں کے نام نقل کیے ہیں، ان میں عبید اللہ بن جحش شامل ہیں جو نصرانی ہو کر فوت ہوئے۔ یہ تعین کرنا ممکن نہیں کہ حضرت مطلب بن ازہر کی وفات کب اور کن حالات میں ہوئی۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ مہاجرین حبشہ میں سے حضرت عدی بن نضلہ سب سے پہلے وفات پا کر حبشہ میں مدفون ہوئے اور حضرت نجاشی نے خود ان کی تدفین کی۔ مسجد نجاشی کے عقب میں شارع صحابہ پر واقع احاطے میں پندرہ صحابہ کے مزارات اب بھی موجود ہیں۔ حضرت نجاشی کی قبر سے ملی ہوئی دس صحابہ اور پانچ صحابیات کی قبریں ہیں جن میں سے حضرت عدی بن نضلہ، حضرت حاطب بن حارث، حضرت حطاب بن حارث، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت سفیان بن معمر، حضرت عروہ بن عبدالعزیٰ، حضرت مطلب بن ازہر اور حضرت فاطمہ بنت صفوان کی قبروں کی شناخت ممکن ہے۔

ابن سعد کا کہنا ہے کہ حضرت مطلب کی وفات کے بعد حضرت رملہ ان کے بھائی حضرت طلیب بن ازہر کے عقد میں آئیں۔

ادیس ابابا سے چار سو نوے میل (سات سو نوے کلومیٹر) اور وکرو (Wukro) سے چھ میل دور واقع نجاش کے قصبے میں موجود مسجد نجاشی کو ۱۹۶۰ء سے ۱۹۹۳ء تک ہونے والی خانہ جنگی میں شدید نقصان پہنچا تو ترکی کی فلاحی تنظیم TIKA نے اس کی تعمیر نو کی، مسجد کے عقب میں شارع صحابہ کو بحال کیا اور اس پر واقع

پندرہ صحابہ کے مزارات کی مرمت کی۔ ۳/ نومبر ۲۰۲۰ء سے شروع ہونے والی Tigray War میں مسجد پر پھر بم برسائے گئے۔ بین الاقوامی تنظیموں کے توجہ دلانے پر ایتھوپیا کی حکومت نے مسجد کی مرمت کا وعدہ کیا ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

حضرت رملہ بنت ابو عوف رضی اللہ عنہا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نسب

حضرت رملہ بنت ابو عوف مکہ میں پیدا ہوئیں، بنو سہم سے تعلق رکھتی تھیں، سہم ان کے پانچویں جد تھے جن کی نسبت سے سہمی کہلاتی ہیں۔

تیم اور سعد دو بھائی تھے، ان کی ماں الود (یا الوف) بنت عدی نے جو کعب بن لوی کی پوتی تھی، ایک بار سونے یا چاندی کا بنا ہوا سنگترہ ان کے سامنے رکھا اور کہا: میرے بچو، دوڑ کر اس کی طرف آؤ، جو اسے پکڑ لے گا، اسی کا ہو جائے گا۔ زید جلدی سے آیا اور اسے پکڑ لیا۔ الود چلائی: زید، گویا تو تیر (عربی میں سہم) تھا جو سیدھا شکار پر جا لگا ہے، تیم، گویا تمھارا گھوڑا قابو میں نہیں آیا (اصل میں: جمح بك عنها) اور اس نے تمھیں ٹارگٹ تک پہنچنے نہیں دیا۔ تب سے دونوں بھائیوں کے نام سہم اور جمح ہو گئے اور آگے ان کی اولادیں بنو سہم اور بنو جمح کہلائیں (انساب الاشراف، بلاذری ۱/۲۴۸)۔

ابن حجر نے حضرت رملہ بنت ابو عوف کے دادا کا نام صبرہ بن سعید، ابن ہشام اور ابن عبدالبر نے ضبیرہ بن سعید، جب کہ ابو نعیم اور ابن اثیر نے صبیرہ بن سعید بتایا ہے۔ ابو وداعہ بن صبیرہ حضرت رملہ کے چچا، جب کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان کے بھتیجے تھے۔ ان کی والدہ کا نام صرما بنت حارث اور کنیت ام عبداللہ تھی۔

قبول اسلام

حضرت رملہ بنت ابو عوف ابتداے اسلام ہی میں ایمان لا کر ”السابقون الأولون“ میں شامل ہوئیں۔

انھوں نے اپنے شوہر حضرت مطلب بن ازہر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سمع وطاعت کی بیعت کی۔ ابھی آپ دار ارقم میں منتقل نہ ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے دور ابتلا میں اسلام کی طرف سبقت کرنے والے اصحاب کی جو فہرست ترتیب دی ہے، اس کے مطابق حضرت رملہ بنت ابوعوف کا نمبر اکتالیسواں ہے۔

حبشہ کو ہجرت

تازہ واردان اسلام پر مشرکوں کے ظلم و ستم بڑھتے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اللہ کی زمین میں بکھر جاؤ۔ پوچھا: یا رسول اللہ، کدھر جائیں؟ فرمایا: وہاں، اور حبشہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ سرزمین حبشہ کو شروع سے پسند فرماتے تھے۔ اس زمانے میں پناہ لینے کے لیے وہی ایک موزوں مقام تھا۔ یمن ایرانی سلطنت کا حصہ تھا اور شام قریش سے تجارتی روابط رکھنے کی وجہ سے ان کے زیر اثر تھا۔

رجب ۵/ نبوی (اپریل ۶۱۵ء) حضرت عثمان بن مظعون کی سربراہی میں پندرہ اہل ایمان کا پہلا گروپ سوے حبشہ روانہ ہوا۔ کفار کی اذیتیں مسلسل جاری رہیں تو چار ماہ بعد سو سے زیادہ اہل ایمان، تراسی مرد اور اٹھارہ یا انیس عورتوں نے حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں مسلمانوں کے دوسرے قافلے نے حبشہ کی راہ لی۔ حضرت رملہ بنت ابوعوف اپنے شوہر حضرت مطلب بن ازہر کے ساتھ اس قافلے میں شامل تھیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حبشہ میں

حبشہ میں داخل ہونے کے بعد مہاجرین کی اکثریت نجاش (Negash) کے قصبے میں مقیم رہی۔ حضرت رملہ بنت عوف کے بیٹے حضرت عبداللہ بن مطلب کی پیدایش حبشہ میں ہوئی۔ ان کے شوہر حضرت مطلب بن ازہر قیام حبشہ کے دوران میں انتقال کر گئے۔ مسجد نجاشی کے عقب میں شارع صحابہ پر واقع احاطے میں ان کی آخری آرام گاہ موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مطلب اسلامی تاریخ میں پہلے شخص تھے جنھوں نے اپنے والد کی میراث پائی۔ حضرت نعمان بن عدی کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے۔ ان کے والد حضرت عدی بن نضلہ حبشہ کی سرزمین میں انتقال کرنے والے پہلے شخص تھے اور حضرت نعمان پہلے مسلمان تھے جنھوں نے اسلامی اصولوں کے مطابق اپنے والد کی میراث حاصل کی۔

ابن کلبی کی شاذ روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مطلب مکہ میں پیدا ہوئے، اپنے والدین کے ہمراہ حبشہ کو ہجرت کی اور وہیں ان کا اور ان کے والد کا انتقال ہوا (الاصابہ)۔

حضرت مطلب بن ازہر کے سگے بھائی حضرت طلیب بن ازہر نے بھی حبشہ ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔

ابن سعد کا کہنا ہے کہ حضرت مطلب کی وفات کے بعد حضرت رملہ بنت عوف ان کے عقد میں آئیں اور حضرت محمد بن طلیب کا جنم ہوا۔ صحابہ کے دوسرے سیرت نگاروں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

حبشہ سے واپسی

ستمبر ۶۱۶ء تا اپریل ۶۱۹ء، جب قریش بنو ہاشم کا مقاطعہ (boycott) کیے ہوئے تھے، مہاجرین حبشہ یہ افواہ سن کر کہ مشرکین مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے، مکہ لوٹ آئے۔ تب تینتیس مرد، چھ عورتیں اور کچھ بچے مکہ میں داخل ہوئے۔ کچھ نے بااثر اشخاص کی پناہ لی، جب کہ باقی شہر میں چھپ گئے۔ حبشہ سے چونتیس مہاجرین کی واپسی جنگ بدر (مارچ ۶۲۴ء) کے بعد ہوئی۔ وہاں باقی رہ جانے والے اہل ایمان ۷ھ (جولائی ۶۲۸ء) میں جنگ خیبر کے موقع پر مدینہ میں آئے۔

وفات

تاریخ میں حضرت رملہ بنت ابو عوف کے سن وفات کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ انھوں نے حبشہ میں وفات پائی یا حضرت جعفر بن ابو طالب کے قافلے کے ساتھ مدینہ پہنچیں۔ ابن اسحاق نے حضرت حاطب بن حارث اور ان کے بھائی حضرت حطاب بن حارث کی حبشہ میں حالت ایمان میں وفات کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ صراحت کی ہے کہ ان کی بیوائیں حضرت فاطمہ بنت مجلل اور حضرت فکیہہ بنت یسار کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ پہنچیں۔ حضرت حاطب کے بیٹے حضرت محمد اور حضرت حارث بھی ان کے ساتھ تھے۔ انھوں نے حضرت مطلب بن ازہر کی وفات کا ذکر کیا، لیکن ان کی بیوہ حضرت رملہ بنت ابو عوف کے مدینہ لوٹنے کی کوئی خبر نہیں دی۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن اسحاق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، ویکیپیڈیا الموسوعۃ الحرۃ۔

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net